© rasailojaraid.com

تعلیمات کو چیلنج کرنے والے امور ونواقض کا اچھی طرح علم ہونا چاہیے۔ (۲) وہ وقت کے فتنوں کے مقابلے میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نہ رکھے؛ بلکہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ وغیرہ اعلام کی طرح مردِ مؤمن بن کر مقابلہ کرے، رد کرے اور اسلام کے خوبصورت چہرے پر داغ آنے نہ دے۔ (۳) عالم وہ ہے جو اپنے کام میں اتقان و پختگی پیدا کرے۔ جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اس حوالے سے تعریف کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "قوی اور امین" کا لقب دیا گیا ہے۔ اتقان دوسرے الفاظ میں وہ کام ہے جس پر ہر کسی کو اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ تعداد میں محدثین کی کوئی کمی نہ تھی؛ لیکن بعض محدثین بہت زیادہ با اعتماد اور ثقاہت کے حامل کیوں ہوئے؟ اس کی وجہ یہی اتقان ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ بعض کتب اس کی مثالیں ہیں۔ (۴) انسان محنت کرے تو اس کا پھل نہ صرف اسے ملتا ہے؛ بلکہ یہ چشمہ بنتا ہے، جس سے سب فیضاب ہوتے ہیں۔ امام بخاری ٹھوس عجمی تھے، وہ عربی خاندان سے نہ تھے، لیکن آپ کی محنت ولگن کا ثمرہ ہے کہ صحیح بخاری کو "أصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سے یہ بھی درس ملا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم خاص نسل کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس کا کرم تو ایک بحر بے کنار ہے، جو بھی اس سے فیض حاصل کرنا چاہے، کر سکتا ہے۔ اس پر کوئی قدغن نہیں، چاہیے وہ عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا، بونا ہو یا لانبا۔ اس قسم کے اوصاف طردی ہیں، کوئی مناط قیاس نہیں۔

"مولوی"

بشکریہ: جمیل احمد شفیق تیمی

برصغیر میں انگریز کے اقتدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ "مولوی" تھا۔ "مولوی" کو سماج میں بہت زیادہ عزت حاصل تھی۔ لوگ اس کے ایک اشارے پر مرمٹنے کے لیے تیار رہا کرتے تھے۔ گاؤں میں ہر کوئی مولوی صاحب کی عزت کرتا تھا۔ وہ مسجد میں امام ہوتے اور سیاست میں بھی چوہدری ہوتے۔

زمینوں کا ریکارڈ مرتب کرتے وقت انگریز نے تمام ذاتوں کو کاشتکار اور غیر کاشتکار میں تقسیم کر دیا۔ اور قوم کے لیڈر "مولوی" کو انتہائی گھناؤنی سازش کے تحت "غیر کاشتکار" کے خانے میں شامل کیا۔

آج ہمارے بھولے بھالے عوام نہ صرف علمائے دین کو، بلکہ "دین" ہی کو گھٹیا سمجھنے لگے ہیں!!

"علمائے دین" کل بھی لیڈر رہتے تھے، آج بھی لیڈر رہیں اور قیامت کی دیواروں تک لیڈر رہیں گے۔ ان شاء اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوانح علمائے اہلحدیث بلتستان

مولانا عبدالحی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴۴ء---- ۲۰۱۲ء

عبدالرحیم روزی

مولانا عبدالحی بن عبدالرحیم بن عبداللہ بن محمد جان بن عبدالعزیز بن موسیٰ گرباقوم کے چشم وچراغ تھے۔ عبدالعزیز اس قوم کا جدامجد ہے۔ ان کے محمد جان کے علاوہ چار بیٹے تھے: عبدالحلیم، عبدالکریم، محمد علی اور عبدالرحیم۔ جن کا تذکرہ بانی تحریک اہلحدیث مولانا عبدالرحیم، بانی دارالعلوم مولانا محمد موسیٰ، مولانا احمد سعید اور مولانا عبدالرحمٰن خلیق رحمہم اللہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ محمد جان کے دو بیٹے تھے: مفتی حافظ کریم بخش اور عبداللہ عرف اکولا۔ مولانا عبدالحی مدنی نے اسی عبداللہ کے بیٹے عبدالرحیم کے ہاں قومی شناختی کارڈ کے مطابق محلّہ گربی کھور میں ۱۹۴۴ء میں آنکھ کھولی۔ یہ خاندان یا قبیلہ گرباماجان کے نام سے معروف ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مفتی بلتستان، ناظم دارالعلوم علامہ کریم بخش سے حاصل کی۔ آپ کے علاوہ مولانا محمد یونس گینتھاوی، مولانا عبدالرحیم بن سلطان گینتھاوی، علامہ عبدالقادر ابراہیم یوگوی وغیرہ سے بھی حاصل کی۔

۱۹۶۶ء میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ جہاں امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہؒ طلباء کے سرپرست اور مربی تھے۔ مدرسہ ہذا میں آپ نے موطأ مالک، مطوّل، ادب عربی، تفسیر بیضاوی، جامع البیان، مشکوٰۃ المصابیح، ریاض الصالحین، مختصر المعانی، نحو، صرف وغیرہ فنون کی کتابیں پڑھیں۔ یہاں آپ کے شیخ الحدیث مولانا پیر محمد یعقوب قریشی تھے۔ مدرسہ ہذا سے آپ ۱۹۷۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور سندِ تحصیل وفضیلت حاصل کی۔

سال ۱۹۷۳ء میں الكلية العربية الإسلامية (Pakistan Arabic College) سے فرسٹ پوزیشن میں شہادۃ اعدادیہ" حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مدرسہ دارالسلام داؤدیہ کراچی میں پڑھ کر شہادۃ تکمیل الدراسۃ حاصل کیا۔

تکمیل تعلیم کے بعد ۱۹۷۳ء میں بلتستان مراجعت فرمائی۔ آپ کے ساتھیوں میں مولانا محمد موسیٰ کلیم، مولانا محمد علی تھلوی مرحوم، مولانا یوسف کھرفقی، مولانا عیسیٰ بلغاری، مولانا عبدالسلام شگری اور مولانا یعقوب عزیز مرحوم وغیرہ ہیں۔

شادی واولاد: آپ کی دوسری شادی محترمہ حمیدہ دختر نور ولد عبدالغنی سے ہوئی۔ جن سے مندرجہ ذیل اولاد ہوئی:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا نعیم الحق، انیس الحق، رضاء الحق، ذکاء الحق اور بیٹی نعیمہ۔

مولانا نعیم الحق مدنی مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن خلیق مرحوم کے داماد ہیں اور اس وقت ریاض میں کام کررہے ہیں۔ مولانا رضاء الحق مدنی جامعہ دارالعلوم کے فارغ اور قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے سٹرینجک اور دفاعی امور میں MA کی ڈگری حاصل کرچکے ہیں اور اس وقت ریجنل ڈائریکٹر "آفاق" گلگت بلتستان ہیں۔ آپ سیاسی بصیرت اور علاقائی حالات اور تعلیم وآگہی میں تجربہ رکھتے ہیں۔ انیس الحق مدنی فاضل علوم اثریہ جہلم حال مقیم دبئی۔ (۴) ذکاء الحق مدنی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں انجینئرنگ فائنل ایئر کا طالب علم ہے۔ نعیمہ فاضلہ دارالعلوم ہیں اور مولانا سلطان فاتح چھوربٹی کی رفیقہ حیات ہیں۔ مولانا عبدالحی اپنا تخلص "مدنی" اختیار کرتے تھے، جوکہ مدینہ منورہ کے ساتھ عقیدت ومحبت کا ایک مظہر ہے۔ ورنہ آپ مدینہ یونیورسٹی کے فارغ یا کوئی اور تعلق ونسبت نہیں ہے۔

تلامذہ: آپ نے دارالعلوم بلتستان کے تحت تادم زیست اسلامی علوم پڑھائے۔ مولانا عبدالکریم غزالی، مولانا علی زاہد، مولانا ابراہیم صغیر، مولانا عطاالرحمٰن شاکر مرحوم، مولانا ثناء اللہ جانی، اور راقم وغیرہ آپ کے اوائل تلامذہ ہیں۔ دیگر تلامذہ میں وہ تمام علماء وغیرہ شامل ہیں، جو سال ۱۹۷۴ء تا ۲۰۱۱ء فارغ ہوئے۔ اسی طرح وہ طالبات بھی جو دارالعلوم سے فارغ ہوئیں۔ بعض نمایاں تلامذہ یہ ہیں: ڈاکٹر محمد عارف عبدالحکیم، ڈاکٹر پروفیسر محمد اسماعیل امین، ڈاکٹر پروفیسر بشیر الرحمٰن حنیف، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن حنیف، ڈاکٹر خلیل اللہ عبدالرحیم، ڈاکٹر محمد عارف ابراہیم، ڈاکٹر عبدالرحمٰن حسین، ڈاکٹر ثناء اللہ باقر، مولانا محمد یونس ثناء اللہ ایم اے، مولانا سلیم اللہ عبدالباقی، مولانا عبداللہ ثنائی، مولانا حسین سلفی، مولانا یوسف عبدالرحمٰن ودیگر خلق کثیر۔

مولانا مدنی کی خدمات: آپ کی خدمات درج ذیل ہیں:

۱۔ وزارۃ الشئون الإسلامیۃ کی طرف سے ۱۹۷۶ء میں بلتستان کی طرف مبعوث ہوکر مرکزی دارالعلوم بلتستان غواڑی میں اسلامی علوم پڑھانے پر مامور ہوئے۔ چنانچہ آپ احادیث، نحو، صرف وغیرہ مضامین پڑھانے لگے۔ آپ صرف، نحو میں کافی مہارت رکھتے اور طلباء سے اجراء کرواتے تھے۔ شرح مائۃ عامل، نحو میر، صرف میر ودیگر گرائمر کے مواد سے گہرا تعلق تھا۔ اس کے علاوہ مطالعہ وغیرہ میں طلباء کی نگرانی کرتے تھے۔

۲۔ بوقت ضرورت خطبہ جمعہ دیتے اور جامع مسجد میں امامت کرتے تھے۔

۳۔ کافی سال غواڑی میں نکاح خواں رہے۔ خدمت خلق میں بھی پیش پیش رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ آپ کی کافی جائیداد دارالعلوم کی توسیع وتعمیر کی زد میں آئی۔ آپ نے پیش قدمی کی اور بسر وچشم کچھ اراضی وقف کیا، کچھ کا بدل لیا اور کچھ فروخت کیا۔ جن پر دارالعلوم واقع گربی کھور کے مطلوبہ کمرے، عمارت، روڈ وغیرہ بن گئے۔ یقیناً یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوں گے۔ ۱۹۸۰ء کے عشرے تک طالبات آپ کے پرانے مکان گربی کھور میں پڑھتی تھیں۔ اس وقت طالبات کے لیے الگ نئی عمارت نہ بنی تھی اور پرانی عمارت ناکافی تھی۔ آپ کے اس مکان کا بیشتر حصہ اس وقت دارالعلوم کی اب تک کی توسیع کی زد میں آ کر ختم ہو چکا ہے اور باقی ماندہ عمارت کے در ودیوار اور کھڑکیاں معلق ہو کر گرنے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ اس توسیعی عمارت میں الأثر پبلک سکول پرائمری قائم ہے۔ جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی کے اس توسیعی منصوبے میں حاجی شیر خان، حاجی عبدالرشید ولد ابراہیم نئی پا، محترمہ جمیلہ وحمیدہ دختران مفتی کریم بخش اور حاجی یحیٰی ولد قاسم کے مکانات شامل ہوئے ہیں۔

مولانا کے گوناگوں اوصاف:

- مولانا فن پیراکی میں مشہور تھے۔ ایک بار دریائے شیوک میں غواڑی کی طرف سے ایسی ڈبکی لگائی کہ منٹوں گزرنے باوجود نہ نکلا۔ دیکھنے والوں میں سے بعض نے کہنا شروع کر دیا کہ آپ تو نذر دریا ہو چکے ہیں۔ اتنے میں آپ کورو کی جانب نمودار ہوئے اور لوگ عش عش کر اٹھے۔ یہ بات راقم نے آپ کے ہم عصر ساتھیوں سے سنی۔
- آپ جری اور بہادر تھے۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں بطور پہلوان شناخت حاصل کر چکے تھے۔ جب اس کی ملکیتی زمین پر بریلوی برادری کے لوگوں نے قبضہ کرنے کی غرض سے ہلہ بول دیا، تو آپ میدان میں اترے اور فریق ثانی کے قبضہ کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ بدیں وجہ صوفی محمد عبداللہ مرحوم کے پاس آپ کا بلند مقام تھا۔
- آپ کی بعض آراء مستقبل کے لیے سنگ میل ثابت ہوئیں۔ مولانا موصوف کی آپ بیتی کے مطابق ۸۰۔۱۹۷۹ء میں مولانا عبدالرحمٰن خلیق اور مولانا عبدالوہاب حنیف مرحومین کو مشورہ دیا کہ دارالعلوم گربی کھور کی حالیہ عمارت تنگ دامنی کے باعث منتقل کرنی ہے، تو منجر میں کرو۔ اس پر دونوں شیوخ خوب محظوظ ہوئے۔ اس پر قسم البنین کی حالیہ عمارت قائم ہے۔ ان دونوں کی رائے تھی کہ یہ دارالعلوم کی عمارت کھشل باغ میں بنائی جائے۔ یونیورسٹی منجر میں پانی کی فراہمی میں بھی مولانا مرحوم اور شیخ حیدری مرحوم نے شلونگ میں ٹینکی بنانے کی راہ ہموار کی۔ چونکہ ان بزرگوں کی وہاں جائیدادیں موجود تھیں اور انہوں نے اپنے ملکیتی علف زار وقف کیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

❁ مولانا مرحوم خوش اخلاق، ہنس مکھ مزاج، اور ظریف الطبع تھے۔ طلباء کے لیے نرم خو اور پیارے معلم تھے۔ درشتی، سخت گیری کو آپ ناپسند کرتے تھے۔

❁ مولانا سخاوت جیسی ستودہ صفت سے بھی متصف تھے۔ اپنے بے سہارا رشتہ داروں کے لیے ملجأ وماویٰ تھے۔ مولانا غلام اللہ ولد مرزا صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت گلگت بلتستان) جیسا آپ کا بھانجا ہو یا بھانجی، آپ کا گھر ان کے لیے بسیرا تھا۔ آپ ان کی کفالت وتربیت اور خوب سرپرستی کرتے؛ مگر آپ نے اُف تک نہ کہا۔ بعض رشتہ دار بچوں کی شرارتوں پر جرمانہ بھی ادا کیا؛ مگر انہیں بوجھ کبھی نہ سمجھا۔ ہمارے دوست مولانا فداء اللہ مرزا کی خوب تربیت کی، انہیں موجودہ مقام تک پہنچانے میں آپ کا نمایاں رول ہے۔

❁ نہی عن المنکر میں آپ آگے آگے تھے۔ ڈھول، باجے ختم کرنے اور توڑنے کے لیے بے خوف وخطر کود پڑتے تھے۔ انہی اسلاف کی جدوجہد نے رنگ لایا اور غواڑی کی شادی بیاہ ودیگر مواقع میں رقص وسرور اور ڈھول بجانے کی رسم بد ختم ہوگئی۔ آپ حدیث "من رأى منكم منكراً فليغيره بيده" کی عملی تفسیر تھے۔

❁ اپنے رشتہ داروں سے بڑی محبت اور خوب صلہ رحمی کرتے۔ انہیں گھر بلاتے، کھلاتے، دعوت کرتے اور خود بھی رشتہ داروں کے ہاں آیا جایا کرتے تھے، جو عین حکم نبوی ہے۔

استاد محترم میں بڑی بڑی نمایاں خوبیاں تھیں؛ مگر خامیاں بھی کم وبیش ہر انسان کے ساتھ پیدا ہوئی ہیں۔ وہ بھی ایک انسان تھے۔ اچھا انسان وہ ہے، جو غلطی کرکے اس پر پشیمان ہوتا ہے۔

آپ سڈول قد، طاقتور، مختصر داڑھی اور تکون چہرے کے مالک تھے۔ ماتھے پر بڑھاپے میں جھریاں پیدا ہوچکی تھیں۔ اور بالوں میں سفیدی غالب آگئی تھی۔ آپ کے قد کاٹھ سے تاریخ دانوں کو حضرت علیؓ کی یاد آتی۔ کہ آپ کا قد قدرے چھوٹا، آنکھیں بھاری، بڑی اور سیاہ تھیں۔ چہرہ خوبصورت تھا، کندھا چوڑا چکلا تھا۔

مرض اور سانحہ وفات: آپ کو سال ۲۰۰۱ء میں عارضہ قلب لاحق ہوا۔ ۲۰۰۴ء میں CMH پنڈی میں بائی پاس آپریشن ہوا۔ اور گویا آپ ایک بار موت کے منہ سے نکل آیا۔ اور آٹھ سال تک پھر دین حنیف کی خدمت کرتے رہے۔ سال ۲۰۱۲ء سے پھر بیمار رہنے لگے اور D.H.Q سکردو میں داخل کرائے گئے۔ بائیں آنکھ میں فالج کا حملہ ہوچکا تھا۔ مرض بڑھتا گیا، تو پنڈی لے جانے کی تیاری کی گئی؛ مگر دوسرے روز ۳ نومبر ۲۰۱۲ء کی صبح تک موقع نہ ملا اور آپ ہسپتال ہی میں

© rasailojaraid.com